International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:524 - 541

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

حدود و قصاص کے مقدمات میں تزکیۃ الشھود کی اہمیت اور ضابطہ کار

Importance and regulation of Tazkiyyah al-Shud in the cases of Hudud and Qisas

Abdul Qadeer
PhD Research Scholar, Mohiuddin Islamic University (MIU) Nirian Sharif, Azad Kashmir
Dr. Hafiz Muhammad Saleem
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Mohiuddin Islamic University, Nirian Sharif, Azad Kashmir.

Abstract

Islamic judicial system based upon law of evidence. According to nature of relevant offences creditability and number of witnesses has been determined and fixed. Only evidence of creditable (Adel) witnesses is relied upon and Qazi is bond to reliance of evidence of credible witnesses only. Credible witnesses are those who abstain from major sins (gunah_e_kabeerah) and who avoid to repeat tiny (minor) sins. Holding of inquiry by court about credibility of witnesses is known as Tazkia_tul_sahood in Islamic terminology, it extend to case of every nature particularly and specifically it is mandatory in case of hadood and qisas and having legally, morally and ethically importance. The inquiry take start by issuing letter (Masturah) to person (Muzakki) who has adverse knowledge about concerned witnesses by court. The report submitted by person about the credibility of witnesses is known as Tazki report. In this article to elaborate the matter through inductively and deductively mode in the light of previously research, which will become helpful as procedural law to complete the proceeding of Tazkia-tul-sahood by court.

Keywords: *Islamic judiciary, law of evidence, credible witnesses, Tazkia-tul-sahood, hadood and qisas*

تعارف موضوع

اسلام کے نظام عدل کی بنیاد ،اس کے قانون شہادت پر ہے۔شہادت کے ذریعہ لوگوں کے حقوق و مصالح محفوظ ہوتے ہیں۔نظام عدل میں قانون شہادت کو وہی حیثیت حاصل ہے جو جسم میں ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہے۔اسلامی قانون شہادت ایک مستقل، ہمہ گیر، وسیع اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے امتیازی اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔اس قانون میں جرائم کی

CC BY

نوعیت کے اعتبار سے گواہان کی تعداد مقرر، گواہان کے اوصاف متعین ہیں اور یہ ایک مقرر اور طے شدہ ضابطہ کے مطابق گواہی دینے کے پابند ہیں۔

مراحل شہادت اور تزکیۃ الشہود

اسلامی قانون شہادت میں گواہی کے باب کے تحت گواہان تین مراحل سے گزرتے ہیں اور ہر ایک مرحلہ پر گواہان اوصاف و شرائط کے حامل ہوتے ہیں۔ان مراحل میں سے دو مرحلوں کا تعلق براہ راست گواہی کو ضبط کرنے اور گواہی دینے سے ہے جبکہ تیسرے کا تعلق،ایک اضافی وصف "عادل ہونا" سے ہے۔

مرحلہ اول

مرحلہ اول کو تحمل شہادت کی اصطلاح سے موسوم کیا گیا ہے جو گواہ کی جانب سے کسی حادثہ اور وقوع کے فہم اور ضبط سے سے عبارت ہے اور اس تحمل شہادت کے مرحلہ کی شرائط میں سے گواہان کے اندر بنیادی طور پر تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جن میں سے گواہ کا عاقل ہونا، بینا ہونا اور مشہود بہ کو بچشم خود دیکھنا شامل ہے۔

أما شرائط فی الاصل نوعان:نوع هو شرط تحمل الشهادة و نوع هو شرط اداء الشهادة.أما الاول ثلاثة:احدهما ان یکون عاقلا وقت التحمل فلا یصح التحمل من المجنون والصبی لایعقل لان الشهادة عبارة عن فهم الحادثة وضبطها ولا یحصل ذلک الا بآلة الفهم و الضبط وهی العقل،والثانی ان یکون بصیرا وقت التحمل عندنا والثالث ان یکون التحمل بمعاینة المشهود به بنفسه[1]

ترجمہ: گواہی کے باب میں بنیادی نوع کی شرائط دو قسم کی ہیں،ایک تحمل شہادت کے مرحلہ اور دوسری ادائے شہادت کے مرحلہ کی شرائط ہیں۔اول الذکر مرحلہ کی شرائط تین ہیں جن میں سے ایک گواہ کا تحمل کے وقت عاقل ہونا ہے۔مجنون اور غیر عاقل بچہ کا تحمل درست نہیں ہے کیونکہ شہادت کسی حادثہ کے فہم اور ضبط سے عبارت ہے اور یہ آلہ فہم و ضبط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور وہ عقل ہی ہے۔دوسری تحمل شہادت کے مرحلہ پر ہمارے (احناف) نزدیک گواہ کا بینا ہونا ہے اور تیسری گواہ کا بذات خود مشہود بہ کو دیکھنا ہے۔

مرحلہ دوم

مرحلہ دوم کو ادائے شہادت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ قاضی کی عدالت میں تحت ضابطہ شہادت دینے سے عبارت ہے اور اس مرحلہ کی شرائط،گواہ کے اوصاف کے اعتبار سے، نفس شہادت کے اعتبار سے، مکان شہادت کے اعتبار سے اور مشہود بہ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔اس مرحلہ پر صرف اور صرف گواہ کے اعتبار سے ہی شرائط کو ذکر کرنا موضوع سے مناسبت و مطابقت کا حامل ہے۔جن میں سے گواہ کا عاقل، بالغ، ناطق، بینا اور عادل ہونا شامل ہے۔

وأما شرائط ادائها فانواع: منها العقل والبلوغ والبصر والنطق ولعدالة[2]

ترجمہ: ادائے شہادت کے مرحلہ کی شرائط متعدد ہیں(گواہ کے اعتبار سے) جن میں سے گواہ کا عاقل، بالغ، بینا، ناطق اور عادل ہونا شامل ہے۔

مرحلہ سوم

مرحلہ سوم، گواہ کے ادائے شہادت کے مرحلہ پر اوصاف میں سے "العدالۃ" کے وصف سے متعلقہ ہے اور درحقیقت دوسرے مرحلہ کا تتمہ اور ضمیمہ ہی ہے جو گواہان کے عادل ہونے کی بابت عدالت کی جانب سے تحقیقات کرنے سے عبارت ہے اور اس مرحلہ کو "تزکیۃ الشھود" کی اصطلاح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

گواہان کے عادل اور غیر عادل ہونے کے مفاہیم

تزکیۃ الشھود کی کارروائی درحقیقت گواہان کے عادل اور غیر عادل ہونے کی بابت عمل میں لائی جانے سے عبارت ہے۔عدل ،فسق کے مقابلہ میں اور فسق عدل کے مقابلہ استعمال ہوتا ہے۔

عدل کے لغوی مفاہیم میں افراط و تفریط کے مابین توازن اوراعتدال کے معانی پائے جاتے ہیں اور یہ اعتدال و توازن کسی بھی نوعیت کا حامل ہی کیوں نہ ہو، علمی ہو یا کہ فکری، سیاسی ہو یا کہ معاشی، سماجی ہو یا کہ معاشرتی، انفرادی ہو یا کہ اجتماعی اور نظریاتی ہو یا کہ عملی اس میں سب امور شامل ہیں۔

العدل عبارة عن الامر المتوسط بين الطرفی الافراط والتفريط[3]

ترجمہ: عدل افراط و تفریط کی دونوں اطراف کے مابین توازن پر مبنی ہے۔

اعتدال، کمیت وکیفیت کی دونوں حالتوں کے مابین درمیانی اور ان کے مابین مناسب حالت کو بھی نمایاں کرتا ہے اور باطنی توازن، تسویہ اور درستگی پر مبنی ہے جو زیر بحث معاملہ سے زیادہ مناسبت و مطابقت کا حامل ہے۔

العدل مصدر بمعنى العدالة و هو الاعتدال والاستقامة وهو الميل الى الحق[4]

ترجمہ: عدل مصدر ہے اور عدالت کے معنی میں ہے جس سے مراد اعتدال اور باطنی درستگی اور حق کی جانب میلان کا ہونا ہے۔

ذخیرہ فقہ میں گواہ کی عدالت (عادل ہونے) کو مختلف جہات سے زیر غور لایا گیا ہے، جن میں سے گناہ کبیرہ سے بچنا اور گناہ صغیرہ پر عدم اصرار، گواہان کی خیر کا ان کے شر پر غالب ہونا اور گواہان کی جانب عادی جھوٹا ہونے کی نسبت نہ کی جا سکتی ہو شامل ہے۔گواہان کے عادل ہونے کے اعتبار سے کی گئی سب سے جامع تعریف امام الکاسانی () نے کی ہے جس میں جملہ تعریفات کو اس میں سمو دیا گیا ہے۔

فقد اختلف عبارات مشائخنا رحمة الله تعالىٰ عليهم فی ماهية العدالة المتعارفة قال بعضهم من لم يطعن عليه فی بطن و فرج فهو عدل لان اكثر انواع الفساد

الشر یر جع الی ہذین العضوین و قال بعضهم من لم يعرف عليه جريمة فی دينه فهوعدل وقال بعضهم من غلب حسناته سيأته فهوعدل وقال بعضهم من يجتنب الكبائر و ادى الفرائض وغلب حسناته سيأته فهو عدل[5]

ترجمہ: عدالت متعارفہ کے تعین میں ہمارے مشائخ عظام کی عبارات کے مابین اختلاف موجود ہے۔ بعض کے نزدیک عادل وہ ہے جس پر بطن و فرج کی تہمت نہ لگی ہو، کیونکہ اکثر فساد و شر کی انواع انہی دو اعضاء کی ہی جانب راجع ہیں۔ بعض کے نزدیک عادل وہ ہے جس نے کبھی بھی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کیا ہو جو دین میں جرم کہلاتا ہو۔ بعض کے نزدیک عادل وہ ہے جس کی نیکیاں اسکی برائیوں پر غالب ہوں اور بعض کے نزدیک عادل وہ ہے جو گناہ کبیرہ سے مجتنب رہا، فرائض کو ادا کرتا رہا اور اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب رہی ہوں۔

عادل کے مقابلہ میں فاسق ہے اور فاسق کے لغوی مفہوم میں خروج اور نکلنے کا مفہوم پایا جاتا ہے، جب کھجور اپنے چھلکے سے نکلتی ہے تو اس کے لیے فسق کا لفظ بولا جاتا ہے اور جب چوہیا اپنے سوراخ سے نکلتی ہے تو اس کے لیے اہل عرب فویسقہ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ عادل کے مقابلہ میں فاسق کا معنی حق کے راستہ سے نکلنے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

خرج عن طريق الحق و الصواب ،فجر فهو فاسق[6]

ترجمہ: جو حق اور صواب کے راستہ سے نکل گیا اور فجور کے راستہ پر گامزن ہو گیا، وہ فاسق ہے۔

فاسق عادل کی ضد ہے اور فاسق کے اصطلاحی مفہوم میں ہر وہ امر شامل ہے جو عادل کے مفاہیم کے تحت داخل نہیں ہے، جس سے مراد گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کے حامل شخص کو فاسق کہا جاتا ہے۔

فاسق کی شہادت غیر مقبول ہے

جملہ فقہائے کرام کے نزدیک فاسق کی شہادت غیر مقبول ہے اور اس امر میں ماسوائے امام یوسف رحمہ اللہ کے تمام فقہائے کرام متفق ہیں۔ وشهادة الفاسق لا تقبل[7] ترجمہ: فاسق کی شہادت غیر مقبول ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فاسق کی شہادت کو فاسق کے اندر دو اضافی اوصاف کی بنا پر جائز قرار دیا ہے لیکن جمہور کا نقطہ نظر اس کے برعکس ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں اور اس اعتبار سے ان کے روبرو ہر نوع کے گواہان پیش بھی ہوئے ہوں گے اور لوگوں کے حقوق و مصالح کی حفاظت بھی پیش نظر رہی ہے جس بنا پر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے صاحب مروت اور صاحب وجاہت فاسق کی شہادت کی قبولیت کو جائز قرار دیا ہے۔

ان الفاسق اذا كان وجيها فى الناس ذامروة تقبل شهادته لانه لا يستاجر لوجاهته و يمتنع عن الكذب لمروته[8]

ترجمہ: فاسق جب صاحب مروت ووجاہت ہو تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی کیونکہ اس کی وجاہت کی وجہ سے اسے خریدا نہیں جاسکے گا اور وہ اپنی مروت کی وجہ سے جھوٹ بولنے سے باز و ممنوع رہے گا۔

حالات وواقعات اور استثنائی صورتوں میں لوگوں کے حقوق ومصالح کو محفوظ کرنے کی خاطر فاسق کی شہادت کو قبول کر بھی لیا جائے تو تب بھی فاسق کی شہادت کو تائیدی شہادت سے ملا کر دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بھی فاسق کی شہادت پر انتہائی نوع کی سزا (capital punishment) نہیں دی جاسکتی ہے۔

تزکیۃ الشھود کے مفاہیم

تزکیۃ الشھود مرکب اضافی ہے جس کا پہلا جز مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہے۔ تزکیہ اور شھود ہر دو کے معانی کو الگ الگ دیکھا جائے تو اس کے مفاہیم اس مفہوم سے مختلف معانی ظاہر ہوتے ہیں جس مفہوم کے لیے یہ اصطلاح مستعمل ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے یہاں ان کے وہی لغوی اور اصطلاحی معانی مراد لیے جائیں گے جو مستعملہ اصطلاح اور اس کی روح کے ترجمان ہوں۔

تزکیۃ الشھود کا لغوی مفہوم

تزکیہ الشھود کے لغوی مفاہیم میں گواہان کو پاک صاف اور انہیں عادل قرار دینا ہے اور ان کے وہ اوصاف بیان کرنا ہے جن سے وہ اصلاح یافتہ اور عادل معلوم ہوں شامل ہے۔

تزكية الشهود هى تعديلهم ووصفهم بانهم اذكياء[9]

ترجمہ: تزکیۃ الشھود سے مراد گواہان کو عادل قرار دینا ہے اور ان کے ان اوصاف کو بیان کرنا ہے جن سے وہ پاک اور عادل معلوم ہوں۔

تزکیۃ الشھود کی اصطلاحی تعریف

فقہائے کرام کی اصطلاح میں تزکیۃ الشھود کا مفہوم یہ ہے کہ قاضی کا جملہ مقدمات بالخصوص حدود و قصاص کے مقدمات میں مزکی کے ذریعہ گواہان کے عادل اور غیر عادل ہونے کے حوالہ سے خفیہ تحقیقات کروانا ہے اور تحقیقات کے روشنی میں گواہان کی جو بھی حیثیت واضح ہو گی، اس کے مطابق قاضی کا گواہان کی شہادت کی قبولیت اور عدم قبولیت کا حکم صادر کرنا ہے۔ التزكية: هى تعديل الشهود يعنى قول المزكى هو عدل[10] تزکیہ، سے مراد گواہان کو عادل قرار دینا ہے یعنی مزکی کا یہ قول کہ وہ (گواہ) عادل ہے۔

تزکیہ الشھود در حقیقت ایک نوع کی عدالتی کارروائی ہے اور اس نوع کی کارروائی اور تحقیقات کروانے کی ذمہ داری عدالت پر ہی عائد ہوتی ہے اور عدالت کے حکم کے بغیر اس نوع کی کارروائی انجام نہیں دی جاسکتی ہے جس کا مقصد براہ راست

انصاف کرنا نہیں ہے بلکہ اس کارروائی کے ذریعہ انصاف تک پہنچنا مقصود ہے۔"تزکیہ اور تعدیل کسی کے عادل اور غیر عادل ہونے کی تحقیق کرنے کا نام ہے۔کسی کی عدالت کے سلسلہ میں تفتیش اور کھود کرید نا ہے"[11] تزکیہ کی کارروائی ایک ضابطہ کے تحت ہی عمل میں لائی جاتی ہے جس میں جہاں اس کارروائی کے عمل میں لانے کی ذمہ داری عدالت پر عائد ہوتی ہے،وہاں اس کارروائی کے عمل میں لانے کا بنیادی کردار "مزکی"ہوتا ہے۔"تزکیہ سے مراد قاضی کا گواہان کی عدالت اس طرح کی تعدیل اور تزکیہ کرنے والوں جس کو مزکی و معدل کہتے ہیں خفیہ لکھ کر گواہ کی عدالت دریافت کرنا ہے"[12]

تزکیۃ الشھود کی اہمیت

تزکیۃ الشھود کی اہمیت مسلمہ ہے اور اس کی اہمیت کسی ایک جہات پر مبنی نہیں ہے بلکہ کثیر الجہتی ہے اور جملہ جہات کو یہاں بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ محدود چند جہات کو بیان کرنے سے مقصود پورا ہو جاتا ہے۔

اہمیت بحیثیت ہدایت قرآن

قرآن حکیم نے ملت اسلامیہ کے ہر فرد سے گواہی طلب نہیں کی ہے بلکہ مخصوص اوصاف کے حامل سے گواہی طلب کی ہے اور اس ضمن میں قرآن کی ہدایات "ممن ترضون من الشھداء" اور "اثنان ذوا عدل منکم" اور "واشھدوا ذوی عدل منکم" کے جامع اور بلیغ کلمات سے ہوناپائی جارہی ہے۔

اہمیت بحیثیت تکریم گواہان

اسلام نے گواہان کی عزت و تکریم پر بڑا زور دیا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ گواہان کے ذریعہ حقوق و مصالح کی حفاظت ہے اور یہ تکریم عادل گواہان ہی کو حاصل ہے اور ان کی ہی شہادت سے لوگوں کے حقوق و مصالح کی کامل حفاظت ہوناپائی جاتی ہے کیونکہ فاسق شخص کی شہادت ہی مقبول نہ ہے جو اس امر کو مستلزم ہے کہ فاسق کی گواہی سے حقوق انسانی کا کامل تحفظ نہیں ہو سکتا ہے،جس بناپر وہ باعث تکریم نہیں ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

اکرموا الشھود فان اللہ عز وجل یستخرج بھم الحقوق و یدفع بھم الظلم [13]

ترجمہ: گواہان کی تکریم کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ حقوق کو سامنے لاتا ہے اور ان کے ذریعہ ظلم سے بچاتا ہے۔

اہمیت بحیثیت قانونی واخلاقی ضرورت

اسلام کا اخلاقی و قانونی نظام ایک ہی سکے کے دورخ ہیں۔قانونی نظام ظاہری اور خارجی طرز عمل جبکہ اخلاقی نظام باطنی طرز عمل اور کفیات کو زیر بحث لاتا ہے اور یہی امر ہماری شرعی و قانونی ضرورت ہے جو ظاہر و باطن ہر دو کا عکاس ہے اور اس تسلسل میں گواہان کا عادل ہونا ایک باطنی وصف ہے۔باطنی وصف ایک مخفی امر ہے جو گواہان کی بابت تحقیقات کرنے کو مستلزم ہے۔

"اسلامی نظام اپنے اندر مذہبی اور اخلاقی نظام سموئے ہوئے ہے اور چونکہ اسلام ایک مذہب کی حیثیت سے قانون کے دائرہ کار کو منضبط کرتا ہے اس لیے اسلامی قانون ایک ایسے ہدایتی عنصر کا مالک ہے جو اپنے مزاج کے اعتبار سے دوسرے دوسرے قوانین سے مختلف ہے اور اس خصوصیت میں دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کا ثانی نہیں"[14]

اہمیت بحیثیت مروجہ قانون شہادت

قانون شہادت آرڈیننس 1984 کے آرٹیکل (1)17 جو گواہوں کی اہلیت اور تعداد سے متعلقہ ہے میں قرار دیا گیا ہے کہ گواہان کی اہلیت احکام اسلام کے مطابق متعین کی جائے گی جس طرح قرآن و سنت میں موجود ہے۔"شہادت دینے کے لیے کسی شخص کی اہلیت اور کسی مقدمہ میں مطلوبہ گواہان کی تعداد احکام اسلام کے مطابق متعین کی جائے گی جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے"[15]

قانون شہادت کا آرٹیکل زیر نظر گواہان کی اہلیت اور اوصاف کی حد تک ہماری راہنمائی کرتا ہے جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ گواہان کی اہلیت اور مطلوبہ تعداد وہی ہو گی جو قرآن و سنت میں بیان کر دی گئی ہے اور اس میں کسی نوع کا کوئی ابہام نہیں ہے۔یہی امر اسلام کے قانون شہادت کا مطلوب و مقصود ہے۔

اہمیت بحیثیت مروجہ قوانین قصاص و دیت

تزکیۃ الشھود کی کارروائی اور قصاص و دیت کے مروجہ قوانین کی دفعہ 304 جو کہ قابل قصاص قتل عمد کے ثبوت سے متعلقہ ہے کی ضمنی دفعہ (b)304 میں بھی گوہان کی اہلیت اور تعداد کو قانون شہادت آرڈیننس 1984 کے آرٹیکل (1)17 کے تحت ہی پرکھا جائے گا جو اس طور سے ہے۔"فرمان قانون شہادت (صدارتی فرمان نمبر 10 بابت 1984) کے آرٹیکل 17 میں مذکور شہادت کے ذریعہ"[16] قصاص و دیت کے مروجہ قوانین میں قتل عمد قابل قصاص میں گواہان کی اہلیت اور ان کے اوصاف کو قرآن و سنت کے مطابق پرکھنا لازمی ہے جو تزکیۃ الشھود کی کارروائی کروانے سے ہی ممکن ہے۔

اہمیت بحیثیت آزاد کشمیر میں مروجہ اسلامی (تعزیراتی) قوانین نفاذ ایکٹ 1974

آزاد جموں و کشمیر میں 5 ستمبر 1974 کو اسلامی (تعزیراتی) قوانین نفاذ ایکٹ 1974 کو نافذ العمل کیا گیا ہے جس کی رو سے فوجداری عدالتوں کی تشکیل نوع کی گئی ہے اور دورکنی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک رکن قاضی اور دوسرا رکن جج ہے۔اس ایکٹ کی رو سے تشکیل شدہ فوجداری عدالتوں کے لیے ضابطہ کار بھی متعین کر رکھا ہے اور دفعہ 26 میں شہادت کے خاص قواعد کے تحت زیر دفعہ (b)26 حدود و قصاص کے مقدمات میں عدالت کے لیے گواہان کا تزکیہ کروانا واجبی نوعیت کی کارروائی قرار دے رکھی ہے، جو اس طور سے ہے۔

"حدود و قصاص کے مقدمات میں لازم ہے کہ [عدالت] گواہان کا تزکیہ کرے"[17]

قانون شہادت آرڈیننس 1984 کے آرٹیکل (1)17 کو آزاد جموں و کشمیر میں مروجہ اسلامی (تعزیراتی) قوانین نفاذ ایکٹ 1974 کو باہم ملا کر دیکھا جائے تو ایکٹ زیر نظر میں گواہان کے تزکیہ کی حیثیت کو واجبی قرار دینے کے ساتھ ساتھ ضابطہ جاتی عمل بھی قرار دیا گیا ہے۔

تزکیۃ الشھود کی حیثیت

گواہان کا عادل ہونا وجوب قضاء کے لیے شرط ہے اور یہ جواز قضاء کے لیے شرط نہیں ہے۔ عدالت نے مستثنائی حالات یا ضرورت کے تحت فاسق گواہ کی شہادت پر فیصلہ صادر کیا تو احناف کے نزدیک یہ فیصلہ جائز ہے اور نافذ العمل ہو گا۔

والعدالة فليست شرطا فى صحة الاداء و انما ظهورها وجوب القضاء على القاضى۔۔۔لو قضى القاضى بشهادة الفاسق صح عندنا[18]

ترجمہ: گواہان کی عدالت ادائے شہادت کی صحت کی شرط نہیں ہے بلکہ اس کا ظہور، وجوب قضاء کے لیے قاضی پر شرط ہے۔ اور اگر قاضی نے فاسق گواہ کی شہادت پر فیصلہ صادر کیا تو یہ جائز امر ہے۔

فقہائے احناف کے نزدیک اگر قاضی نے فاسق کی شہادت پر فیصلہ صادر کیا تو اس صورت میں فیصلہ نافذ العمل اور قابل بحالی رہے گا لیکن قاضی گناہ گار ہو گا۔

ان القاضى لو قضى بشهادة الفاسق نفذ قضاءه و يكون القاضى عاصيا[19]

ترجمہ: قاضی نے اگر فاسق کی شہادت پر فیصلہ کیا تو اس کا فیصلہ نافذ ہو گا اور قاضی گناہگار ہو گا۔

جمہور آئمہ کرام کے نزدیک گواہان کا عادل ہونا جواز قضاء کے لیے بھی شرط ہے۔ قاضی نے فاسق گواہان کی شہادت پر فیصلہ کیا تو اس نوع کا فیصلہ نہ ہی درست ہے اور نہ ہی نافذ العمل ہو گا بلکہ قاضی نے فاسق گواہان کو عادل گواہان سمجھتے ہوئے بھی اس کی شہادت پر فیصلہ صادر کیا تو اس صورت میں بھی قاضی کا فیصلہ درست اور قابل بحالی نہیں ہے

لوحكم الحاكم بشهادة الفاسقين اعتقد عدالتهما نقض حكمه على الاصح[20]

ترجمہ: قاضی نے فاسق گواہان کی شہادت پر یہ اعتقاد رکھتے ہوئے فیصلہ صادر کیا کہ وہ عادل ہی ہیں تو تب بھی صحیح قول کے مطابق اس کا فیصلہ قابل بحالی نہیں ہے۔

فقہائے احناف کے نزدیک گواہ کی "عدالت" قبولیت شہادت کی نوعیت کی وجودی اور وجوبی شرط ہے اور یہ اصل قبولیت کی شرط نہیں ہے۔ گواہ کی عدالت کے بغیر بھی اصل قبول ثابت ہو جاتا ہے۔

انها شرط القبول للشهادة وجودا على الاطلاق ووجوبا ،لا شرط اصل القبول حتى يثبت القبول بدونه [21]

ترجمہ: ہمارے اصحاب کے نزدیک گواہ کی عدالت قبولیت کی نوعیت کی وجودی اور وجوبی شرط ہے لیکن اصل قبولیت کی شرط نہیں ہے کیونکہ گواہ کی عدالت کے بغیر بھی اصل قبول ثابت ہو جاتا ہے۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک گواہ کی عدالت اصل قبول کی شرط ہے۔ گواہ عادل نہیں ہے تو اس کی شہادت کا صل قبول ہی ثابت نہیں ہوتا ہے۔والعدالة شرط لقبول الشهادة عند جمهور الفقهاء[22] ترجمہ: جمہور فقہائے کرام کے نزدیک گواہان کی عدالت شہادت کی اصل قبولیت کے لیے بھی شرط ہے۔

تزکیۃ الشھود کا دائرہ کار

تزکیہ الشھود کی کاارروائی میں ہر نوع کے مقدمات شامل ہیں اور ہر نوع کے مقدمات جن میں بھی گواہان پیش ہوئے ہوں گے،ان میں اس نوع کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی یعنی فی جميع الحقوق و سائر الحوادثات[23] ترجمہ: حدود وقصاص کے مقدمات میں تزکیۃ الشھود کی کارروائی کراونا واجبی نوع کی ہے تزکیۃ الشھود کی کارروائی کا گو دائرہ کار بہت ہی وسیع ہے اور ہر نوع کے مقدمات کو شامل ہے لیکن حدود وقصاص کے مقدمات میں گواہان کی عدالت کو پرکھنے کے لیے قاضی پر تحقیقات کروانے کو لازم قرار دیا گیاہے اور یہ ایک نوع کا واجبی امر ہے جو جہاں مقدمات کی سنگینی کے پیش نظر ہے وہاں قاضی کے فیصلہ کو بھی شبہ سے بچانا اور قاضی کی جانب سے بالخصوص حدود کے مقدمات میں شبہات کی تلاش بھی جاری رکھنے کے حکم پر بھی مبنی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حدود وقصاص کے مقدمات کے علاوہ دیگر جملہ مقدمات میں فریق مخالف گواہان کی عدالت پر طعن کرے گا تو اس صورت میں عدالت گواہان کے عادل ہونے کی تحقیقات کروائے گی بصورت دیگر گواہان کے تزکیہ کی کارروائی عمل میں نہ لائی جائے گی، جس کی جوازیت یہ دیکھائی دیتی ہے کہ گواہان نے فریق مخالف کے خلاف گواہی دی ہے اور جب فریق مخالف ہی کو ان کی عدالت پر کوئی شک نہیں ہے تو ازخود تزکیہ کی کارروائی کروانا بدوں مقصدیت پر مبنی عمل ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک فریق مخالف گواہان کی عدالت پر طعن کرے یانہ کرے ہر حال میں اور ہر نوع کے مقدمات میں گواہان کا تزکیہ کروانا لازمی ہے اور صاحبین کا قول ہی مفتی بہ قول ہے۔

سواء طعن الخصم اولم يطعن و الفتوى على قولهما فى هذا الزمان [24]

ترجمہ: فریق مخالف گواہان کی عدالت پر طعن کرے یانہ کرے (گواہان کی عدالت طلب کی جائے گی) اور اس دور میں صاحبین کے قول پر ہی فتوی ہے۔

حدود وقصاص کے مقدمات میں تزکیۃ الشھود کی کارروائی واجبی نوع کی ہے

حدود و قصاص کے مقدمات انتہائی سنگین نوع کے مقدمات ہیں اور سنگین نوع کے مقدمات میں جہاں مجرم کے لیے سزائے موت تجویز کی گئی ہوئی ہے وہاں نصاب شہادت، گواہان کا معیار، اوصاف اور باطنی کردار بھی اخلاق کے درجہ کمال پر رکھا گیا ہے۔ حدود و قصاص کے مقدمات میں گواہان کی ظاہری عدالت معتبر ہی نہیں ہے حتی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو عمومی مقدمات میں گواہان کی ظاہری عدالت ہی کو معتبر سمجھتے ہیں بھی حدود و قصاص کے مقدمات میں ظاہری عدالت کو معتبر قرار نہیں دیتے ہیں۔ حدود قصاص کے مقدمات میں جملہ فقہائے کرام کی اتفاقی رائے یہی ہے کہ ان مقدمات میں گواہان کے تزکیہ کی کارروائی کی جانا اشد ضروری ہے

واکتفی ابوحنیفه بظاہر العدالة فی المسلم ،ولا یسأل عن الشھود حتی یطعن الخصم بھا الا فی الحدود والقصاص25[25]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مسلمان کی ظاہر عدالت پر اکتفاء کیا ہے اور اس وقت تک ان کی عدالت کی نسبت تحقیقات نہ کروائی جائیں گی جب تک فریق مخالف گواہان کی عدالت کو چیلنج نہ کرے ماسوائے حدود و قصاص کے مقدمات کے (حدود و قصاص کے مقدمات میں فریق مخالف گواہان کی عدالت کو چیلنج نہ بھی کرے تو تب بھی گواہان کی عدالت کی بابت تحقیق کرنا لازم ہے)

تزکیہ الشھود کی کارروائی کا وقت

تزکیۃ الشھود کی کارروائی، شہادت کی قلمبندی کے بعد اور فیصلہ سنائے جانے سے قبل عمل میں لائی جائے گی اور اس نسبت جملہ فقہائے کرام متفق ہیں۔ اذا شھد الشھود یسأل القاضی[26] ترجمہ: جب جملہ گواہان مقدمہ میں شہادت قلم بند کروا چکے ہوں تو اس وقت قاضی گواہان کے عادل ہونے کی نسبت سوال (کارروائی) کرے گا۔

تزکیۃ الشھود کی اقسام

گواہان کے تزکیہ کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں جن میں سے ایک جہری تزکیہ (اعلانیہ تزکیہ) اور دوسرا سرّی تزکیہ (خفیہ تزکیہ) ہے۔ صدر اول میں اعلانیہ تزکیہ ہی ہوا کرتا تھا اور حالات و واقعات بھی ساز گار تھے اور مزکی گواہان کو مجروح بیان کرنے سے نہ ہی مدعی سے خوف کھاتا تھا اور نہ ہی گواہان کی ایذا رسانی سے کوئی ڈر تھا۔

وقد کانت العلانیة وحدھا فی الصدر الاول ای عھد الرسول ﷺ و اصحابه لان المعدل کان لا یتوقی عن الجرح ولا یخاف من المدعی ولا من الشھود لانھم کانوا منقادین للحق ولا یقابلوں بالاذی لو جرحھم[27]

ترجمہ: جہری تزکیہ صدر اول یعنی آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دور میں ہوا کرتا تھا مزکی نقصان کی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا مزکی گواہان کو غیر عادل قرار دینے میں مدعی اور گواہان

سے خوف نہ کھاتا تھا، وہ سب لوگ حق کے روبرو سر تسلیم خم تھے اور گواہان کو مجروح قرار دینے کی صورت میں وہ تکلیف دے کر اس امر کا بدلہ نہیں لیا کرتے تھے۔

خفیہ تزکیہ اور اس کا ضابطہ کار

صدر اول کے بعد ہی سے خفیہ تزکیہ کی کارروائی عمل میں لائی جانے لگی اور یہ کارروائی تسلسل سے اسلامی ریاست کے عدالتی نظام کا حصہ بنی رہی ہے اور آج تک قائم اور رائج ہے۔ یہ کارروائی ایک مکمل نظام کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے اور ایک مکمل ضابطہ کے تحت ہی انجام پاتی ہے۔

خفیہ تزکیہ کی تعریف

خفیہ تزکیہ سے مراد قاضی کا پیش آمدہ گواہان کے عادل اور غیر عادل ہونے کی دریافت کی غرض سے خفیہ طور پر تحقیقات کروانے سے عبارت ہے۔

ثم التزکیة:ان یبعث المستورة الی المعدل ،فیها النسب و الحلی و المصلی و یردها المعدل و کل ذلک فی السر کیلا یظہر فیخدع او یقصد[28]

ترجمہ: خفیہ تزکیہ یہ ہے کہ قاضی معدل (مزکی) کی جانب مستورہ (رقعہ) بھیجے جس میں گواہان کا پتہ، حلیہ اور گاؤں کی مسجد درج ہو اور بعد از دریافت مزکی جوابی رپورٹ بھیجے، یہ جملہ کارروائی صیغہ راز میں رہتی ہے، ظاہر نہ کی جاتی ہے تاکہ مزکی کو نہ ہی دھوکہ دیا جا سکے اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچایا جا سکے۔

خفیہ تزکیہ کا آغاز وارتقاء

صدر اول میں جہری تزکیہ عمل میں لایا جاتا تھا اور مابعد اس کے مفاسد ظاہر ہونے پر خفیہ تزکیہ کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور اس کی جوازیت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ سری تزکیہ کی ابتداء کرنے کو قاضی شریح کی جانب منسوب کر رکھا ہے اور اس کے بعد خفیہ تزکیہ کیا جانے ہی کا رواج تقویت پکڑ تا گیا ہے اور تسلسل کے ساتھ آج تک یہی عمل قائم ہے۔

و قد کانت التزکیة فی الابتداء علانیة ثم احدث شریح تزکیة السر فکان الجمع بین التزکیة السر و تزکیة العلانیة۔۔غیر ان القاضاة تزکوا بعد ذلک تزکیة و اکتفوا بتزکیة السر[29]

ترجمہ: ابتداء میں تزکیہ کی کارروائی اعلانیہ ہوا کرتی تھی اور اس کے بعد قاضی شریح نے خفیہ تزکیہ کی کارروائی کی بنیاد ڈالی اور تزکیہ کی کارروائی ہر دو طرق سری اور جہری میں جمع ہو گئی اور اس کے بعد قاضیوں نے اعلانیہ تزکیہ کی کارروائی کو ترک کر دیا اور خفیہ تزکیہ کی کارروائی پر اکتفاء کر لیا ہے۔

خفیہ تزکیہ کی کارروائی کا ضابطہ کار

عدالت کی جانب سے خفیہ تزکیہ کی کارروائی عمل میں لائی جانے کے بنیادی طور پر تین کردار ہیں، جن میں سے عدالت کی جانب سے مزکی کے نام پر مستورہ جاری کرنا، مزکی کا تقرر اور مزکی کی جانب سے تزکیہ رپورٹ شامل ہے۔

مستورہ کی تعریف

مستورہ بھی ستر سے ماخوذ ہے جس کا معنی ڈھانپنا، پوشیدہ رکھنا اور چھپانا ہے اور یہ صیغہ راز میں رکھی ہوئی چیز سے عبارت ہے۔ عدالت کی جانب سے اس رقعہ میں امین، مزکی، گواہان، عنوان مقدمہ، جرائم اور اس کے جملہ مندرجات اور جملہ تفاصیل خفیہ رکھی جاتی ہیں بدیں وجہ اس کو مستورہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہوا ہے۔

المستورة اسم الرقعة التى يكتبها القاضى و يبعثها سرا بيد امينه الى المزكى سميت به لانها تستر عن النظر العوام[30]

ترجمہ: مستورہ اس رقعہ سے عبارت ہے جسے قاضی تحریر کرتا ہے اور خفیہ طور پر اپنے امین کے ذریعہ مزکی کی جانب ارسال کیا جاتا ہے اور اسے مستورہ کہنے ی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتا ہے۔

مستورہ کے مشمولات

عہد بہ عہد کے تسلسل میں قانونی معاملات میں تنوع کی وجہ سے مستورہ کے مشمولات میں بھی ارتقاء ہوتا رہا ہے اور دور حاضر میں مستورہ کے مشمولات میں، مزکی و امین کا نام، گواہان کے نام و نسب، حلیہ و صفات، مسجد و محلہ، بازار، پیشہ و قبیلہ، شناختی علامت اور ہر وہ امر جس سے گواہ کی شناخت اور رسائی ممکن ہو کا اندراج اور عنوان مقدمہ، نوعیت جرائم، مستغیث و ملزم کے نام، عدالت کا نام، قاضی کی جانب سے صادر شدہ ہدایات، عدالت کی مہر، قاضی کی جانب سے دستخط ثبت کرنا، تاریخ اجرائیگی اور جوابی رپورٹ کا دوانیہ جیسے امور کا اندراج شامل ہے۔

التزكية فى السر تحرى بورقة يعبر عنها بالمستورة فى قول الفقهاء و هو ان يكتب الحاكم فى تلك الورقة اسم المدعى والمدعى عليه و به اسم المشهور و شهرتهم ..و الحاصل ان يعرفهم و بينهم بوجه يمزون به عن غيرهم و بعد وضعها فى ظرف وختم فيها يرسلها الى الذين انتخبوا المزكين[31]

ترجمہ: خفیہ تزکیہ گواہان کی حالت سے متعلق ایسے تحریری رقعہ کے ذریعہ جستجو کرنے سے عبارت ہے جسے فقہائے کرام کے نزدیک مستورہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور قاضی اس رقعہ میں مدعی، مدعی علیہ، گواہان کے نام یا ان کے مشہور نام، لکھے گا، غرض کہ ہر شناختی علامت درج کرے گا جو ان کو

دیگر سے ممتاز کر دے اور اس کے بعد کسی لفافہ میں رکھ کر مہر ثبت کر کے ان افراد کی جانب اسے ارسال کرے گا جو مزکی منتخب کر رکھے ہیں۔

مزکی کی تعریف

مزکی لغوی طور پر تزکیہ سے اسم فاعل ہے جس کا معنی گواہان کو پاک قرار دینے والا ہے۔ اصطلاح فقہ میں مزکی سے مراد قاضی یا عدالت کی جانب سے کسی گواہ کے عادل یا غیر عادل اور مقبول الشھادت ہونے یا نہ ہونے کی بابت تحقیق و تفتیش، چھان بین اور حال دریافت کرنے کے لیے جسے مامور کیا گیا ہوا ہے، کو کہتے ہیں۔

وفی الاصطلاح هو اسم یطلق القضاء عن من یخبر ببواطن احوال الشاهد و یعلم منه مالا یعلم عنه غیره بطول عشرة و جوار او معاملة لیشهد بما یعلم من تعدیل اورجرح عند القاضی[32]

ترجمہ: اصطلاح قضاء کے مطابق مزکی اس نام سے عبارت ہے جس کے ذریعہ گواہان کے باطنی احوال کی خبر مقصود ہوتی ہے اور گواہان کے ساتھ طویل زندگی گزارنے یا پڑوسی ہونے یا معاملات کرنے کی بنا پر جو کچھ وہ جانتا ہے جسے اس کے بغیر کوئی نہیں جانتا تاکہ وہ قاضی کے روبرو گواہان کی تعدیل و تجریح کی گواہی دے سکے۔

مزکی کی صفات

مزکی کی صفات کو نوعیت مقدمات کی روشنی میں بھی دیکھا گیا ہے اور اس اعتبار سے مزکی کا عمومی اور خصوصی ہر دو صفات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ مزکی کی جملہ صفات کو عہد بہ عہد میں پیش آمد حالات و واقعات کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔ مزکی کا عالم، صادق، امین با اعتماد، فقیہی، عادل، معاملہ فہم، جرح و تعدیل کے اسالیب سے با خبر ہو، صاحب الرائے، تحقیق کی اہلیت، بے داغ کردار اور لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے والا ہو کا حامل ہونا ضروری ہے۔

وینبغی للقاضی ان یختار للمسالة عن الشهود من هو اثق الناس و اورعهم و اکرمهم و اکثرهم امانة و خبرة و اعلمهم بالتمیز فطنة قبولیة المسألة[33]

ترجمہ: قاضی کو گواہان کے تزکیہ کی نسبت لوگوں میں سے ایسے اوصاف کے حامل اشخاص کا انتخاب کرنا چاہیے جو سب سے زیادہ با اعتماد، پارسا، متقی، امین، صاحب علم، اور تزکیہ کی بابت معاملہ فہم ہوں

مزکی گوشہ نشین، صوفی منش نہ ہو، اس نوع کا مزکی اپنی نیک بختی کی وجہ سے ہر شخص کو نیک و پارسا ہی سمجھتا رہے گا اور گواہان پر اعتماد ہی کرتا رہے گا اور مزکی حریص و لالچی بھی نہ ہو کیونکہ مال کا لالچ درست اطلاع کے مانع ہے۔ "بالکل گوشہ نشین اور صوفی منش نہ ہو کہ اپنی نیک بختی کی وجہ سے ہر شخص کو نیک سمجھتا یا ہر شخص کے کہنے پر اعتماد کر لیتا ہو۔ مزکی حریص اور فقیر منش بھی نہ ہو کیونکہ حریص اور فقیر آدمی مال کے چکر میں آکر صحیح اطلاع پہنچانے میں ناکام ہو سکتا ہے"[34]

مزکی کے ذرائع تحقیقات

مزکی گواہان کی بابت تحقیقات گواہان کے اہل محلہ، اہل مسجد، اہل سفر، رشتہ داران، اہل صنعت اہل بازار، میل جول رکھنے والے افراد سے کرے گا اور اس ضمن میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کے مرتبین نے انتہائی اہم ذرائع کی جانب نشان دہی کی ہے جو دور حاضر کے مقتضیات کے عین مطابق بھی ہے جس میں سروس، محکمہ جات، شعبہ جات، اہل علم اور اہل یونین کو بھی شامل کیا ہے۔

> تزکی الشهود من جانب الذی ينسبون اليه ان كانوا من طلبة العلم يزكون من المدرس المدرسة التی يسكون فيها و من معتمد اهاليها و ان كانوا جنودا فمن ضابطة الاورطة و كتابها و ان كانوا من الكتبة فمن رئيس القلم و فما يليه من الكتاب و ان كانوا من التجار فمن معتبری التجار و ان كانوا من اصحاب الحرف فمن روسائهم و نقاباتهم [35]

> گواہان کا تزکیہ اسی سلسلہ سے کروایا جائے گا جس سلسلہ سے گواہان منسوب ہیں۔ گواہان اگر طالب علم ہیں تو ان کا حال اس مدرسہ کے قابل اعتماد استاد سے جس مدرسہ مکیں وہ رہائش پذیر ہے، اگر گواہان کا تعلق افواج سے ہے تو ان کا حال ہیڈ کوٹر اور رپورٹ کندہ سے اور اگر کسی تحریری ادارہ سے متعلق ہے تو مدیر اور وثائق نویس سے اور تجارت سے ہے تو اس کا حال قابل اعتماد تاجر سے اور اگر گواہان مختلف پیشوں اور صنعتوں سے ہیں تو ان کا حال سربراہان یونین سے دریافت کروایا جائے گا۔

تزکیہ رپورٹ اور اس کے مشمولات

مزکی کی جانب سے گواہان کا حال دریافت کرنے کے بعد، گواہان کے عادل ہونے یا نہ ہونے کی بابت جو رپورٹ مرتب کی جاتی ہے، اسے تزکیہ رپورٹ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مزکی یہ رپورٹ بذات خود یا کسی امین کے ذریعہ خفیہ طور پر قاضی کی جانب ارسال کرے گا۔

مزکی، مستورہ کی ترتیب یا جیسے وہ مناسب سمجھے اپنی رپورٹ مرتب کرے گا اور مزکی کی تحقیق کے مطابق گواہان اگر عادل قرار پاتے ہوں تو تزکیہ رپورٹ میں "عادل و مقبول الشہادۃ، عدل و جائز الشہادۃ، عدول عندی، مرضی الشہادۃ لا اعرف سوی الخیر" کے الفاظ درج کرے گا۔

> كتبوا تحت اسم كل منهم عبارة عدول و مقبول الشهادة او عدل و جائز الشهادة[36]

ہر گواہ کے نام کے سامنے عدول و مقبول الشھادت،عدل و جائز الشھادت کے کلمات درج کرے مزکی کی تحقیق کے مطابق اگر گواہان عادل قرار نہ پاتے ہوں تو گواہ کے نام کے سامنے،"اللہ اعلم،لا نعلم بحالھم، مستور الحال، مجہول الحال،لا أراہ عدل، لیس بعدول" کے الفاظ درج کرے گا۔

خفیہ تزکیہ کی کارروائی کی حیثیت

خفیہ تزکیہ کی حیثیت خبر کی ہے اور شہادت کی نہیں ہے اور اس اعتبار سے خفیہ تزکیہ کرنے والے مزکی کا بھی شہادت دینے کا اہل ہونا ضروری نہیں ہے اور مزکی گواہان کے قریبی رشتہ داران بھی مقرر ہو سکتے ہیں۔

لان التزكية السر من الاخبار بالامور الدينية و كل من هؤلاء يقبل خبره فى امر دينى اذا كان عدلا لما تقبل روايته الاخبار[37]

خفیہ تزکیہ امور دینیہ کی بابت خبر دینے سے متعلق ہے اور جو بھی اس بابت خبر دے گا تو اس کی خبر بشرط عدالت،امر دین میں اسی طرح مقبول ہو گی،جس طرح خبر دینے کے ضمن میں اس کی روایت مقبول ہے۔

تزکیہ کی کارروائی کے اخراجات

تزکیہ الشھود کی کارروائی عمل میں لانے کے جملہ اخراجات بذمہ مدعی ہوں گے کیونکہ گواہان مدعی کے موقف کی تائید میں پیش ہوئے ہیں اور تزکیہ کی کارروائی کے جملہ اخراجات میں گواہان کی سکونت اور عدالت سے دوری کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت بھی موجود ہے۔

رجل شهد عند القاضى و هو على رأس خمسين فرسخا من بلد القاضى فيبعث امينا بجعل يسأل عن العدول الشاهد والجعل على المدعى لان الامين عامل له[38]

ترجمہ: ایک گواہ نے قاضی کے روبرو شہادت دی اور وہ قاضی کے شہر سے پچاس فرسخ کے فاصلہ پر تھا اور قاضی نے ایک مزکی گواہان کی عدالت کی تحقیقات کے لیے ارسال کیا تو خرچ مدعی پر ہو گا کیونکہ مزکی اسی کا ہی کام کرنے والا ہے۔

تزکیہ الشھود کی کارروائی کی مستثنیات

حالات وواقعات میں تغیر و تبدل واقع ہو تا رہتا ہے جو احکامات میں تغیر و تبدل کے واقع ہونے کو مستلزم ہے۔ یہ ایک فقہی اصول ہے اور اس اصول کی روشنی میں بذیل اشخاص تزکیہ الشھود کی کارروائی سے مستثنیٰ اور حالات وواقعات تزکیۃ الشھود کی کارروائی کے مانع تصور ہوں گے۔

تزکیہ الشھود کی کارروائی میں گواہ عادل ثابت ہوا تو یہ گواہ چھ ماہ تک عادل ہی تصور کیا جاتا رہے گا اور اس دوران جتنے بھی مقدمات میں اس کی شہادت ہو گی، اسے تزکیہ کی کارروائی سے استثناء حاصل رہے گا۔

لا یشتغل الحاکم بتزکیة الشھود الثابتة عداتھم فی ضمن خصوص عندہ اذا شھد بخصوص آخر فی حضور ذلک ا الحاکم ان لم یمض علیھا ستة اشھر و ان کان مضی علیھا ستة اشھر زکاھم الحاکم مرة اخری[39]

ترجمہ: کسی ایک مقدمہ میں گواہان کی عدالت ثابت ہونے کی صورت میں اسی عدالت کے سامنے کسی دیگر مقدمہ میں اندر چھ ماہ شہادت دینے کی صورت میں اس کا تزکیہ نہ کروایا جائے گا اور چھ ماہ گزرنے کی صورت میں مکرر تزکیہ کروایا جائے گا۔

تواتر کی خبر کے گواہان، تزکیۃ الشھود کی کارروائی سے مستثنیٰ تصور ہوں گے۔ تواتر کی خبر علم یقین اور قوت کی حامل ہے اور اس میں عادتا، نقیض کا احتمال نہیں ہوتا ہے۔

لا تحری فیه العدالة بنا علیه لا حاجة الی التزکیة المخبرین لانه یوجب علم الیقین[40]

ترجمہ: تواتر کے اخبار کے گواہان کے عادل ہونے کے بارہ میں تحری نہیں کی جائے گی کیونکہ تواتر کے اخبار کے گواہان کے تزکیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تواتر بذات خود علم یقین کا موجب ہے۔

حالات و واقعات اور استثنائی حالات کے تحت قاضی گواہان کے عادل ہونے کو اپنے ظن غالب پر بھی پرکھ سکتا ہے اور ان معروضی حالات کی موجودگی گواہان کے تزکیہ کی تحقیقات کے استثناء پر مبنی ہے۔

اذا کان الحاکم غریبا و لا وقوف له علی احوال الشھود و لا احوال المزکی کما ھو غالب فی زماننا توقع الحاکم فی ریبة عن عدالة الشھود وعدالة المزکین فیجوز له ان یتحری لدفع الریبة لیحصل علی غلبة الظن[41]

ترجمہ: قاضی شہر جب اجنبی ہو اور اس کے پاس گواہان کی عدالت اور مزکیوں کے احوال تک رسائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو جیسا کہ ہمارے آج کے زمانہ میں ہے اور قاضی گواہان اور مزکیوں کی عدالت کے حوالہ سے شک پڑ جائے تو قاضی کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس شک کو رفع کرنے کے لیے بغرض حصول غلبہ ظن، تحری کرے۔

نتیجہ بحث

اسلامی عدالتی نظام میں تزکیۃ الشھود کی اہمیت نہایت زیادہ ہے کیونکہ یہ گواہان کی عادلانہ حیثیت کو یقینی بناتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف قانونی اور اخلاقی بلکہ معاشرتی اصولوں پر بھی پورا اترتا ہے، جس سے عدل و انصاف کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ گواہان

کے عادل ہونے کی تصدیق کا عمل، قانونی کاروائیوں میں صداقت اور شفافیت کو برقرار رکھتا ہے اور اسلامی عدالتی نظام کی ساکھ کو بلند کرتا ہے۔اس کے بغیر عدالتی عمل نامکمل اور ناقابل اعتبار رہتا ہے، اسی لیے اس کی پیروی ضروری ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،الکاسانی،ابو بکر بن محمد(دارالفکر،لبنانبیروت،ط/2،س/2000)جلد/14 صفحہ/306

[2] المصدر السابق،جلد/14،صفحہ/310

[3] التعریفات،الجرجانی،علی بن محمد(بیروت،لبنان،دارالکتب العربی،ط/1،س/1405)جلد/1،صفحہ/191

[4] المصدر السابق،جلد/1،صفحہ/92

[5] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،جلد/5،صفحہ/421

[6] المنجد،معلوف،لوئی(بیروت،لبنان،المطبعۃ الکاثولیکیۃ بالاباء البسوعین،ط/۷،س/۱۹۳۱)صفحہ/۵۸۳

[7] فتح القدیر،شرح الھدایہ،ابن ھمام،محمد بن عبد الواحد(کوئٹہ،پاکستان،،المکتبۃ الرشیدیہ،ط/1،س/1424)جلد/23،صفحہ/324،بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد،ابن رشد،محمد بن احمد(مصر،مطبعہ مصطفی البابی الحلبی واولادہ،ط/4،س/)1975 جلد/2،صفحہ/462،مغنی المحتاج،محمد خطیب،(بیروت،لبنان،دار الاحیاء التراث العربی،ط/ن،س/ن)جلد/19،صفحہ/337

[8] الھدایہ مع العنایہ،المرغینانی،علی بن ابی بکر(کراچی،پاکستان،،مکتبہ البشری،ط/ن،س/ن)جلد/10،صفحہ/398

[9] المنجد،صفحہ/303

[10] الھدایہ،جلد/3،/118

[11] اشرف الھدایہ،شرح ہدایہ،جمیل احمد(کراچی،پاکستان،دار الاشاعت اردو بازار جناح روڈ،ط/ن،س/ن)جلد/10،صفحہ/35

[12] عین الھدایہ،شرح ہدایہ،سید امیر علی (لاہور،پاکستان،،مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار ، ط/ن ، س/ن) جلد/ 10، صفحہ/35

[13] مسند الشھاب القضاعی،محمد بن سلامہ(بیروت،لبنان،دارالکتب العلمیہ،ط/1،س/،2000)صفحہ/۱۳۲،حدیث:۳:۶۸۳

[14] سلامی قوانین حدود و قصاص و دیت،تنزیل الرحمن،ڈاکٹر(لاہور،پاکستان،،قانونی کتب خانہ کچہری روڈ،ط/2،س/1983)صفحہ/1

[15] قانون شہادت آرڈیننس 1984،(لاہور،منصور بلک ہاوس انار کلی بازار،ط/ن،س/ن)صفحہ/۷۵

[16] آزاد جموں وکشمیر اسلامی(تعزیراتی)قوانین نفاذ ایکٹ 1974(مظفر آباد،اذاد بک ڈپو،ط/۴،س/۲۰۱۳)صفحہ/46

[17] المصدر السابق،صفحہ/47

[18] البحر الرائق،ابن نجیم،زین الدین بن ابراھیم(بیروت،لبنان،،دارالمعرفہ،ط/ن،ش/ن)جلد/07،،صفحہ/63

[19] فتح القدیر، جلد6، صفحہ/175

[20] الفتاوی الکبری الفقهیہ، احمد بن محمد (بیروت، لبنان، دار الفکر، ط/ن، س/ن) جلد/4، صفحہ/347

[21] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد/14، صفحہ/330

[22] اللباب شرح الکتاب، الغنیمی، عبد الغنی (بیروت، لبنان، دار الکتاب العربی، ط/ن، س/ن) جلد/3، صفحہ/57، حاشیہ الدسوقی علی شرح الکبیر، الدسوقی، محمد بن احمد (بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ط/2، س/2011) جلد/۴، صفحہ/۱۶۵

[23] الجوهرۃ النیرۃ شرح مختصر القدوری، الزبیدی، علی بن محمد (بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ط/1، س/1371) جلد/3، صفحہ/328

[24] المصدر السابق، جلد/3، صفحہ/328

[25] الهدایہ، جلد12، صفحہ/95

[26] مجلۃ الاحکام العدلیہ (لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء و فقہاء فی الخلافۃ العثمانیۃ، بیروت، لبنان، المطبعۃ الادبیۃ، ط/1، س/1403) مادہ 1716، جلد/1، صفحہ/348

[27] الکفایہ شرح ہدایہ، الخوارزمی، جلال الدین بن شمس الدین (پشاور، مکتبۃ الوحیدیہ، ط/1، س/2000/ جلد/8، صفحہ/459

[28] الهدایہ، جلد/5، صفحہ/308

[29] المبسوط، السرخسی، ابو بکر محمد بن سہل (بیروت، لبنان، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط/1، س/2000) جلد/19، صفحہ/59

[30] الکفایہ، جلد/5، صفحہ/458

[31] مجلۃ الاحکام العدلیہ، مادہ 1718، جلد/1، صفحہ/349

[32] الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ (مصر، دار الصفوۃ، ط/1، س/1427ھ) جلد/37، صفحہ/105

[33] البنایہ شرح ہدایہ، عینی، بدر الدین، محمود بن احمد، (بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ط/1، س/2000) جلد/۸، صحہ/۵۴۰

[34] عین الهدایہ، علی، امیر، (لاہور، مکتبۃ الرحمانیہ، ط/ن، س/، ن، جلد/۳، صفحہ/۳۸۸

[35] مجلۃ الاحکام العدلیہ، مادہ، ۱۷۱۸، جلد/1، صفحہ/350

[36] درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حیدر، علی: لبنان؛ بیروت، دار الجیل، ط/1، س/1999، مادہ ۱۷۱۸، جلد/۴، صفحہ/۳۹۵

[37] فتح القدیر، جلد/17، صفحہ/68

[38] معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام، الطرابلسی، علی بن خلیل، بولاق، مصر، المکتبۃ المیریۃ، ط/1، س/1998، جلد/۲، صفحہ/۱۰۴

[39] مجلۃ الاحکام العدلیہ، مادہ 1723، جلد/1، صفحہ/385

[40] شرح المجلۃ باز، سلیم، (، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ط/3، س/1986) مادہ، 1723

[41] شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ، الاتاشی، خالد (کوئٹہ، پاکستان، مکتبہ الرشیدیہ، سرکی روڈ، ط/ن، س/ن، جلد/5، صفحہ/575، مادہ) جلد/5، صفحہ/575